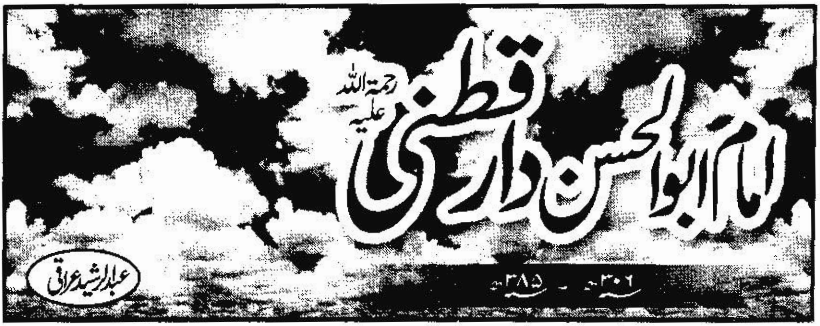

امام ابوالحسن دار قطنی بڑے نامور محدث تھے۔ تمام علوم اسلامیہ میں ان کے تبحر علمی کا علمائے اسلام اور ارباب سیر نے اعتراف کیا ہے اور اس کے ساتھ ان کے حفظ وضبط، عدالت وثقاہت، امانت ودیانت اور ذکاوت وفطانت کو بھی تسلیم کیا ہے۔ تمام علوم اسلامیہ یعنی تفسیر، حدیث، فقہ، اسماء الرجال، تاریخ وسیر، انساب، عربیت، لغت، شعروسخن اور ادب میں ان کا پایہ بہت بلند تھا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو حافظہ کی غیر معمولی نعمت سے نوازا تھا۔ نہ صرف احادیث بلکہ دوسرے علوم کا بھی ان کا سینہ مخزن تھا۔ بعض شعراء کے دیوان ان کو از بر تھے۔ ارباب سیر نے ان کو ''الحافظ الکبیر'' اور ''الحافظ المشہور'' کے القاب سے یاد کیا ہے۔

امام ابوالحسن علی بن عمر ۵ ذیقعدہ ۳۰۶ھ بغداد کے محلّہ دار قطن میں پیدا ہوئے۔ ان کے اساتذہ وتلامذہ کے نام امام ابوبکر خطیب بغدادی نے ''تاریخ بغداد'' میں اور حافظ ذہبی نے تذکرۃ الحفاظ میں درج کیے ہیں۔ امام دار قطنی کے دور میں بغداد علم و فن کا مرکز تھا۔ چنانچہ آپ نے بغداد کے علماء سے علوم دینیہ میں تحصیل کی۔ اس کے بعد وہ اپنی تشنگی علم کو بجھانے کے لیے کوفہ، بصرہ، واسط، شام اور مصر وغیرہ کے متعدد مقامات پر تشریف لے گئے۔ (تذکرۃ الحفاظ ۳/۲۰۲)

علل واسماء الرجال

امام دار قطنی روایت کی طرح درایت کے بھی ماہر اور فن جرح وتعدیل کے امام تھے اور ان کا شمار حدیث کے مشہور نقادان فن میں کیا جاتا ہے۔ ارباب سیر اور محدثین کرام نے علل اور اسماء الرجال میں ان کے صاحب کمال ہونے کا اعتراف کیا ہے۔ حافظ ابن جوزی، امام ابوعبداللہ حاکم، حافظ ذہبی اور حافظ ابن کثیر رحمہم اللہ اجمعین نے علل حدیث میں ان کی معرفت کا اعتراف کیا ہے۔

حافظ ابن جوزی فرماتے ہیں کہ:

''امام دار قطنی کی علم حدیث، اسماء الرجال اور علل حدیث میں معرفت مسلم ہے۔'' (المنتظم: ۷/۱۸۳)

حافظ ابن کثیر لکھتے ہیں کہ:

''امام دار قطنی احادیث پر نظر علل وانتقاد کے اعتبار سے وہ نہایت عمدہ تھے۔ اپنے دور میں فن اسماء الرجال وعلل اور جرح

تعدیل کے امام اورفن درایت میں مکمل دستگاہ رکھتے تھے۔'' (البدایہ والنہایہ:۱۱/۳۱۷)

حدیث میں امتیاز

حدیث میں امام دارقطنی کا درجہ بہت بلند تھا۔ ائمہ فن اور نامور محدثین کرام نے ان کے عظیم المرتبت اور صاحب کمال ہونے کا اعتراف کیا ہے۔ امام ابوبکر خطیب بغدادی' حافظ ابن کثیر' علامہ ابن خلکان اور علامہ ابن عماد حنبلی نے حدیث میں ان کا یکتائے روزگار ہونے کا اعتراف کیا ہے۔

خطیب کا بیان ہے کہ:

''احادیث وآثار کا علم ان پر ختم ہوگیا۔ وہ حدیث میں یکتائے روزگار' عجوبہ دہر اور امام فن تھے۔ امام بخاری کی طرح امام دارقطنی کو بھی ان کے زمانہ میں امیر المومنین فی الحدیث کا خطاب ملا تھا۔'' (تاریخ بغداد:۱۲/۳۴،۳۶،۳۸)

حافظ ابن کثیر فرماتے ہیں کہ:

''روایت کی وسعت وکثرت کے اعتبار سے وہ امام دہر تھے۔'' (البدایہ والنہایہ:۱۱/۳۱۷)

مورخ ابن خلکان لکھتے ہیں کہ:

''امام دارقطنی فن حدیث میں منفرد امام تھے۔'' (تاریخ ابن خلکان:۲/۵)

علامہ ابن عماد حنبلی فرماتے ہیں:

''حدیث اور اس کے متعلقہ فنون میں وہ فقیہی تھے اور اس میں امیر المومنین کہلاتے تھے۔'' (شذرات الذہب:۳/۱۱۶)

دوسرے علوم میں جامعیت

امام دارقطنی کو دوسرے علوم یعنی تفسیر' قرات' تجوید' فقہ' اصول فقہ' خلافیات' نحو' تاریخ وسیر اور شعر وسخن میں بھی کمال حاصل تھا۔ فقہ میں امتیازی حیثیت حاصل تھی۔ تفسیر' قرات وتجوید اور علم نحو میں ید طولیٰ حاصل تھا۔ شعر وسخن کا بھی عمدہ ذوق رکھتے تھے۔ بعض شعراء کے دواوین ان کو زبانی یاد تھے۔ خطیب نے اپنی تاریخ بغداد میں امام ابوالفداء کا یہ قول نقل کیا ہے کہ:

''امام ابوالحسن دارقطنی متعدد علوم میں جامع تھے۔'' (تاریخ بغداد:۱۲/۳۶)

فقہی مذہب

امام دارقطنی شافعی المذہب تھے۔ مورخ ابن خلکان نے فقیھاً علی مذھب الشافعی لکھا ہے۔ (تاریخ ابن خلکان۔۲/۵)

علامہ یافعی نے صاحب الوجوہ فی المذھب لکھا ہے۔ (مرآۃ الجنان۔۲/۴۲۵)

مولانا شبیر احمد عثانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ:

''امام دارقطنی شافعی مذہب کی طرف مائل تھے۔ مگر وہ مجتہدین اور ائمہ حدیث وسنت میں تھے۔ ان کا حال اپنے مابعد کے اکابر محدثین کی طرح نہیں تھا' جو سوائے چند گنے چنے مسائل کے عموماً تقلید کو لازمی سمجھتے تھے۔ امام دارقطنی فقہ اور اجتہاد اور علم میں ان لوگوں سے فائق وبرتر تھے۔'' (مقدمہ فتح الملہم شرح صحیح مسلم:۱/۱۰۱)

اخلاق وعادات

اخلاق وعادات کے اعتبار سے امام دارقطنی بڑے متقی، پرہیزگار، خاموش طبع، منکسر المزاج تھے۔ تقویٰ وطہارت کے پیکر تھے۔ امام صاحب بڑے پُر مذاق اور شگفتہ مزاج تھے۔ حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی نے اپنی کتاب بستان المحدثین میں ان کے بعض لطائف کا ذکر کیا ہے۔ حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں کہ:

''ایک دفعہ امام دارقطنی نفل ادا کررہے تھے کہ ان کے قریب ایک پڑھنے والے نے حدیث عمرو بن شعیب کو عمرو بن سعید پڑھا تو امام دارقطنی نے سبحان اللہ کہا۔ پڑھنے والے نے پھر سند کا اعادہ کیا اور اس نام پر رُک گیا۔ تو امام دارقطنی نے آیت تلاوت کی۔ یا شعیب اصلوتک تامرک وہ سمجھ گئے اور بجائے سعید کے شعیب پڑھنے لگے۔'' (بستان المحدثین۔ ص:۱۷)

عقائد

امام دارقطنی بڑے صحیح العقیدہ تھے۔ مذہبی واعتقادی مسائل میں ان کا مسلک وہی تھا جو اہل سنت کا تھا۔ خطیب بغدادی لکھتے ہیں کہ:

''امام دارقطنی فہم وفراست، حفظ وذکاوت، صدق وامانت اور ثقاہت وعدالت وغیرہ اوصاف کی طرح صحت، اعتقاد اور سلامتی مذہب سے بھی متصف تھے۔'' (تاریخ بغداد ۱۲/۳۴)

''امام دارقطنی دین کے معاملہ میں کسی مصلحت، نرمی اور مداہنت کو پسند نہیں کرتے تھے۔ ان کے زمانہ میں شیعت کا بڑا زور تھا، لیکن انہوں نے شیعوں کے علی الرغم حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے افضل قرار دیا۔'' (تاریخ بغداد۔۱۲/ ۳۸)

شیعت کا الزام

امام دارقطنی پر شیعت کا الزام لگایا گیا۔ ارباب سیر اور محدثین کرام نے اس الزام کو بے بنیاد قرار دیا ہے۔ ان پر شیعت کا الزام کیوں لگایا گیا۔ اس کی وجہ یہ بیان کی جاتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے امام صاحب کو غیر معمولی حافظہ کی نعمت سے نوازا تھا کہ ان کو مشہور شیعہ شاعر سید ابوالہاشم اسماعیل بن محمد المعروف حمیری کا دیوان زبانی یاد تھا۔ اس وجہ سے ان پر شیعت کا الزام لگایا۔ خطیب بغدادی نے تاریخ بغداد (۱۲/ ۳۵) اور علامہ ابن خلکان نے اپنی تاریخ ابن خلکان (۲/ ۶) میں اس کی تصریح فرمائی ہے۔ حافظ ذہبی نے تذکرۃ الحفاظ میں لکھا ہے کہ:

''ایک بار بغداد میں تفضیل علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں اختلاف ہوا۔ لوگ امام دارقطنی کے پاس استفسار کے لیے آئے۔ انہوں نے پہلے تو خاموشی اختیار کی۔ مگر پھر فوراً انہیں خیال آیا کہ یہ ایک مذہبی اور اعتقادی مسئلہ ہے۔ اس میں مصالح کو دخل دینا کتمان حق سے کام لینا نامناسب ہوگا۔ اس لیے واشگاف الفاظ میں فرمایا کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ افضل ہیں کیونکہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنھم کا اس پر اتفاق ہے اور یہی اہل سنت کا مسلک ہے۔'' (تذکرۃ الحفاظ: ۳/۲۰۲)

ایسے زمانہ میں جب شیعت کا اس قدر غلبہ رہا، اس قسم کی بات کہنا حق گوئی اور بیباکی کا ایک اعلیٰ نمونہ ہے۔ حافظ ذہبی

واضح الفاظ میں فرماتے ہیں "فما ابعده من التشیع" "ان کا تشیع سے دور کا بھی تعلق نہیں۔"

وفات

امام دارقطنی نے ۸ ذی قعدہ ۳۸۵ھ بغداد میں انتقال کیا۔ مشہور فقیہ ابوحامد اسفرائنی نے نمازِ جنازہ پڑھائی اور مشہور بزرگ معروف کرخی کے مزار کے متصل باب حرب میں دفن کیے گئے۔ (تاریخ بغداد: ۳۴/۱۲)

تصانیف

امام دارقطنی بڑے جلیل القدر مصنف تھے۔ انہوں نے مفید اور یادگار کتابیں چھوڑیں۔ ان میں سے اکثر کتابیں حدیث، اصولِ حدیث اور اسماء الرجال سے متعلق ہیں۔ لیکن ان کی زیادہ کتابیں نایاب و ناپید ہیں۔ مولانا ضیاء الدین اصلاحی ایڈیٹر ماہنامہ معارف اعظم گڑھ نے اپنی کتاب تذکرۃ المحدثین جلد دوم میں امام صاحب کی ۲۴ کتابوں کے نام لکھے ہیں ان کا مختصر تعارف بھی کرایا ہے۔ (ص: ۹۸ تا ۱۱۰)

یہاں امام صاحب کی مشہور کتاب "سنن دارقطنی" کا مختصر تعارف پیش خدمت ہے۔

سُنن دارقطنی

سنن دارقطنی امام صاحب کی شہرہ آفاق تصنیف ہے۔ صحاح ستہ کے بعد حدیث کی جو کتابیں شہرت و قبول کے اعتبار سے ممتاز اور اہم مانی جاتی ہیں، ان میں سنن دارقطنی بھی شامل ہے۔ صاحب کشف الظنون لکھتے ہیں کہ:

"فن حدیث میں بے شمار کتابیں لکھی گئی ہیں۔ مگر علمائے سلف و خلف کا اتفاق ہے کہ قرآن مجید کے بعد سب سے زیادہ صحیح اور معتبر کتاب صحیح بخاری ہے۔ پھر صحیح مسلم اور موطا امام مالک ہیں۔ ان کے بعد امام ابوداؤد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ اور دارقطنی کی کتابوں اور مشہور اسانید کا درجہ ہے۔" (کشف الظنون: ۱/۶۳۶)

محدثین کرام نے سنن دارقطنی کی بہت سی خصوصیات بیان کی ہیں۔ حافظ ابن صلاح لکھتے ہیں کہ:

"امام دارقطنی نے اپنی سنن میں حدیث کا صحیح حسن اور ضعیف ہونا واضح کیا ہے۔" **"ونص الدارقطنی فی سننه علی کثیر من ذلک"** (مقدمہ ابن صلاح۔ ص: ۱۸)

طبقات کتب حدیث میں حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے سنن دارقطنی کو تیسرے طبقہ میں شمار کیا ہے۔ (عجالۂ نافعہ مع فوائد جامعہ۔ ص: ۵)

حافظ ابن صلاح اور علامہ سیوطی نے مصنفین صحاح ستہ کے بعد جن سات نامور محدثین کی تصانیف کو عمدہ اور زیادہ نفع بخش بتایا ہے، ان میں امام دارقطنی کا نام سرِفہرست ہے۔ (مقدمہ ابن صلاح۔ ص: ۱۹۲۔ تدریب الراوی۔ ص: ۳۶۰)

حافظ ابن کثیر نے بھی سنن دارقطنی کو حدیث کی مشہور کتابوں میں شمار کیا ہے۔ (البدایہ والنہایہ۔ ۱۱/۳۱۷)

علمائے اسلام نے سنن دارقطنی کے ساتھ اعتنا کیا ہے۔ امام بغوی اور حافظ سیوطی رحمۃ اللہ علیہم نے اس کی حدیثوں کی تخریج کی ہے۔ حافظ ابن حجر نے اس کے اطراف لکھے ہیں۔ علامہ ابن ملقن اور حافظ عراقی نے اس کے رجال کی بحث و

تحقیق کی ہے۔ (تذکرۃ المحدثین۔۲/۱۱۴)

التعلیق المغنی علی سنن الدار قطنی

یہ مولانا ابوالطیب شمس الحق ڈیانوی عظیم آبادی صاحب عون المعبود (م ۱۳۲۹ھ) کی مختصر شرح اور تعلیق ہے۔اس میں حدیثوں کی تحقیق وتنقید' ان کے علل' مصالح' مطالب اور بعض مشکل مقامات کو حل کیا گیا ہے۔ جیسا کہ مولانا عظیم آبادی فرماتے ہیں:

(اكتفى فيها على تنقيح بعض احاديثه وبيان علله وكشف بعض مطالبه على سبيل الايجاز والاختصار) ''میں اس میں بعض حدیثوں پر تنقید کر کے ان کی علتیں بیان کروں گا اور مختصراً بعض کے مطالب بھی واضح کروں گا۔'' (التعلیق المغنی ۱/۲)

مولانا عظیم آبادی نے آغاز میں ایک جامع وعلمی اور تحقیقی مقدمہ بھی لکھا ہے۔ جس میں سنن وصاحب سنن کا تعارف اس کے نسخوں اور مؤلف کتاب تک اپنی سند کا سلسلہ بیان کیا گیا ہے۔

یہ کتاب بڑی تقطیع کی دو جلدوں میں مطبع فاروقی دہلی سے ۱۳۱۰ھ میں شائع ہوئی۔ اس کا عکس پاکستان میں شائع ہو چکا ہے۔ اس کا ایک ایڈیشن ٹائپ میں شیخ علامہ عبداللہ یمانی کی تصحیح کے ساتھ ۱۹۶۶ء میں مدینہ منورہ سے شائع ہوا۔

نوٹ:...... امام دار قطنی کے حالات' ان کے اساتذہ وتلامذہ اوران کی تصانیف کا تعارف اور امام دار قطنی اور سنن دار قطنی پر بے جا قسم کے الزامات اور اعتراضات اس کے جوابات کی تفصیل کے لیے محقق اہل حدیث مولانا ارشاد الحق اثری حفظہ اللہ تعالیٰ کی کتاب ''امام دار قطنی'' میں دیکھی جا سکتی ہے۔ یہ کتاب ادارہ علوم اثریہ منٹگمری بازار فیصل آباد نے شائع کی ہے۔

★ ★ ★ ★ ★ ★ ★ ★

اصل کرنڈی، لٹھا سفید، لٹھا رنگدار پختہ کلر،
کاٹن سفید ورنگدار پختہ کلر
ہر قسم کی مردانہ ورائٹی کا مرکز
فیصل یعقوب کلاتھ مرچنٹ
041-633809
Mob# 0300-9653599
پنجاب بلاک مدینہ بازار P-162 نئی کلاتھ مارکیٹ فیصل آباد